خطبۂ جمعہ سلسلہ نمبر: 17

برائے 17/ اگست 2018ء

# عشرہ ذی الحجہ کی اہمیت اور پیغام

**نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. اما بعد. فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم.**

**بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم. قال اللّٰہ تعالیٰ فی القرآن المجید.**

**وَالْفَجرا. وَلَيَالٍ عَشْرٍ. وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ. وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ. هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمُ الَّذِيْ حِجْر.**

برادران اسلام!

ہم لوگ عشرہ ذی الحجہ سے گزر رہے ہیں۔ قرآن کریم میں جن چار مہینوں کو عشرہ حرام یعنی حرمت والے مہینے قرار دیا گیا ہے ان میں ایک ذی الحجہ بھی ہے۔ عشرہ حرم کا مطلب یہ متبرک اور واجب الاحترام مہینے ہیں جن میں قتل وقتال حرام ہے لیکن بعد میں قتل وقتال کی حرمت کا حکم منسوخ ہوگیا مگر اس مہینہ کا احترام وادب اور ان میں عبادت گزاری کا ثواب اپنی جگہ مسلمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عشرہ کو بے انتہا فضیلت بخشی ہے۔ ابتدا میں سورۃ فجر کی جن ابتدائی پانچ آیات کی تلاوت کی گئی اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قسم ہے فجر کی' 10 راتوں کی' جفت اور طاق کی' اور رات کی جب وہ (دن کی روشنی کی طرف) حرکت کرتی ہے۔ قسم ہے (کہ تیرا پروردگار ظالموں کی گھات میں ہے) کیا جو کچھ کہا گیا ہے اس میں صاحبان عقل کے لئے اہم قسم نہیں ہے؟

یہاں پر 10 راتوں سے مراد مفسرین کے نزدیک عشرہ ذی الحجہ کی راتیں ہیں۔ احادیث میں بھی ان ایام کی فضیلت کا ذکر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذی الحجہ کے 10 دنوں کے مقابلہ میں دوسرے کوئی ایام ایسے نہیں ہیں جن میں نیک عمل ان دنوں سے زیادہ محبوب ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں سوائے اس مجاہد کے جو اپنی جان و مال دونوں لے کر اللہ کی راہ میں نکلا پھر کسی چیز کے ساتھ واپس نہیں آیا۔ (ترمذی: 787)

ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں پر اپنی سب سے بڑی نعمت یعنی دین اسلام

کو عشرہ ذی الحجہ کی 9 تاریخ یعنی یوم عرفہ کو مکمل کیا ہے۔ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ ایک یہودی نے عمرؓ سے کہا کہ تمہاری کتاب میں ایک آیت ایسی اگر یہ ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو اپنا یوم عید بنا لیتے۔ پوچھا وہ آیت کونسی ہے کہا کہ وہ آیت ہے:

**الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ 3)**

آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ یہ آیت کب نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کہاں موجود تھے۔ یہ عرفہ کا دن تھا' عرفات کا میدان تھا' حج کا دن تھا' اور یہ عید قربان سے ایک دن پہلے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اگر غور کیا جائے گا تو مسلمانوں کی پہلی عید نزول قرآن کے آغاز کی سالگرہ ہے اور دوسری عید اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت دین کے مکمل ہو جانے کے خوشی کے اظہار کے لئے ہے۔ قومیں اپنے تہواران چیزوں کا شکر ادا کرنے کے لئے مناتی ہیں جن کے ساتھ ان کی اجتماعی زندگی کا پورا وجود اور تشخص وابستہ ہوتا ہے۔ عیسائی سمجھتے ہیں کہ ان کی ملت کا وجود حضرت عیسیٰؑ کے دم سے قائم ہیں' اپنے عقیدہ کے مطابق وہ حضرت عیسیٰؑ کے یوم پیدائش کو اور انہیں سولی پر چڑھانے' اور دوبارہ جی اٹھنے کے دن کو عید کے طور پر مناتے ہیں۔ یہودی سمجھتے ہیں کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے ان کو فرعون کے تسلط سے آزادی دلا کر دریائے نیل پار کرایا وہ دن ان کے لئے عید کا دن ہے۔ اس لحاظ سے رحمۃ اللعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن کو اللہ تعالیٰ عید کا دن قرار دے سکتا تھا لیکن نزول قرآن کے آغاز کی سالگرہ اور دین کے حق کے اتمام کے دن کو عیدین قرار دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے ان کا دین ہی سب کچھ ہے۔ شریعت پر ہی انہیں جینا ہے چاہے اس کے لئے انہیں جان ہی کیوں نہ دینی پڑے۔ ہماری عیدیں' صرف جشن برائے جشن نہیں ہوتیں بلکہ اس میں ہمارے لئے پیغام ہوتا ہے۔ ذی الحجہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خاص نسبت ہے۔ اسی مہینہ میں آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سخت ترین آزمائش میں کھرے ثابت ہوئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بظاہر اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری پھیر چکے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرانا مقصود نہیں تھا صرف امتحان لینا مقصود تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دنبے کو ذبح کروایا۔ اسی ماہ میں دنیا بھر سے مسلمان حج کے لئے مکہ مکرمہ میں جمع ہوتے ہیں اور حجاج کرام حضرت ابراہیم علیہ اسلام اور آپ کی اہلیہ اور فرزند کے اعمال کی نقل کرتے ہیں۔ حج کے ان دنوں کی غیر

معمولی فضیلت ہے خاص طور پر عرفہ کے دن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”خدا کے نزدیک عرفہ کا دن تمام دنوں سے زیادہ بہتر ہے اس دن خدا آسمان دنیا پر خصوصی طور سے متوجہ ہو کر فرشتوں کے سامنے اپنے حاجی بندوں کی عاجزی اور درماندگی کی حالت پر فخر کرتا ہے۔ فرشتوں سے فرماتا ہے ”فرشتو دیکھو میرے بندے پریشان، دھوپ میں میرے سامنے کھڑے ہیں یہ لوگ دور دور سے یہاں آئے ہیں میری رحمت کی امید انہیں یہاں لائی ہے حالانکہ انہوں نے میرے عذاب کو نہیں دیکھا“۔ اس فخر کے بعد لوگوں کو جہنم کے عذاب سے آزاد کرانے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور عرفہ کے دن میں اتنے لوگ بخشے جاتے ہیں اتنے کسی دن بھی بخشے نہیں جاتے۔ (ابن حبان)

ایک اور حدیث ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام دنوں میں کسی دن میں بھی بندے کا عبادت کرنا اتنا محبوب نہیں جتنا ذی الحجہ کے عشرہ میں محبوب ہے۔ اس عشرہ کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کی نوافل شب قدر کے نوافل کے برابر ہے۔ (ترمذی 788)

ان 10 ایام میں کوئی بھی نیک عمل عام دنوں سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ روزہ تو ایک خاص عبادت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ کا بدلہ میں خود ہوں۔ اس لئے ان دنوں میں روزہ رکھنا، بہت بڑی سعادت ہے اور یہ سنت بھی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذی الحجہ کے ابتدائی 9 دنوں میں روزہ رکھنا ثابت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحجہ کے دس دنوں میں تسبیح و تحلیل اور کثرت ذکر بھی تلقین کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کوئی بھی دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذی الحجہ کے ان دس دنوں کے مقابلہ میں زیادہ عظیم اور پسندیدہ نہیں جن میں کوئی عمل کیا جائے، تم ان دس دنوں میں تحلیل، تکبیر اور تحمید کثرت سے کیا کرو۔ (المعجم الکبیر للطبرانی 10960:)

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کا آخری دن یوم النحر ہے جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہترین یوم نحر اور یوم قر ہے۔ یوم نحر سے مراد قربانی کا دن ہے اور یوم قر کے معنی ہیں ٹھہرنے کا دن اور اس سے مراد ذی الحجہ کی 11 تاریخ ہے کیونکہ حجاج اس دن منیٰ میں قیام کرتے ہیں۔ اس حدیث میں واضح طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کی فضیلت بیان فرمائی ہے جو ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کا ہی حصہ ہے۔

برادران اسلام! عشرہ ذی الحجہ کی اہمیت اور عظمت قرآن کی آیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ثابت ہے۔ان ایام میں اہم ترین عبادات انجام دی جاتی ہیں۔ان ایام کی نہ صرف تعظیم واحترام کرنا چاہئے بلکہ ان خاص دنوں سے حاصل ہونے والے سبق اور پیام کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہئے۔

یہ ایام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں کی یاد دلاتے ہیں۔ذرا سوچئے کہ اسلامی کلینڈر کا جو پہلا مہینہ ہے وہ حضرت امام حسینؓ کی جانب سے دین کی خاطر جان قربان کرنے کی یادگار ہے اور اسلامی کلینڈر کا آخری مہینہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی یادگار ہے۔گویا ہمارا آغاز اور اختتام دونوں قربانی ہے اور دین اسلام ہم سے قربانی چاہتا ہے۔اس مہینہ کا ایک پیغام یہ بھی ہے کہ جو لوگ حج کی استطاعت رکھتے ہیں وہ پہلی فرصت میں حج کے لئے روانہ ہو جائیں۔حج کرنے میں تاخیر اور ٹال مٹول ہرگز نہ کریں۔اگر آپ حج کی استطاعت رکھتے ہیں لیکن اسے ٹال رہے ہیں تو یہ کوئی مناسب بات نہیں ہے اس لئے کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔خدانخواستہ اس فریضہ کو ادا کئے بغیر آپ دنیا سے چلے جائیں تو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ نہیں پائیں گے۔سورہ الاعمران آیت 97 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

**وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا، وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ.**

''اور لوگوں پر خدا یہ حق ہے کہ جو اس کے گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ خدا سارے جہان والوں سے بے نیاز ہے''۔

انسان کی اس سے بڑی تباہی اور محرومی کیا ہوگی کہ خدا اسے اس سے بے نیازی اور بے تعلقی کا اعلان فرمائے۔حدیث شریف میں آتا ہے''جو شخص حج کا ارادہ کرے اسے حج کرنے میں جلدی کرنی چاہئے کیونکہ ممکن ہے وہ بیمار پڑ جائے، ممکن ہے اونٹنی کھو جائے اور ممکن ہے اور کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے کہ حج ناممکن ہو جائے۔(ابن ماجہ) مطلب یہ ہے کہ استطاعت ہونے کے بعد خوامخواہ ٹال مٹول نہیں کرنا چاہئے۔اس لئے کہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آئندہ حج کے ذرائع اور وسعت وسہولت باقی رہے گی یا نہیں رہے گی۔اور اگر خدانخواستہ آدمی حج بیت اللہ کی سعادت سے محروم رہ جائے تو اس کا وبال اسے بھگتنا پڑے گا۔اللہ تعالیٰ ہر بندہ مومن کو اس سے بچائے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی ہے کہ''جس شخص کو کسی بیماری نے یا کسی واقعی ضرورت نے کسی ظالم وجابر حکمراں نے نہ روک رکھا ہو اور پھر وہ حج نہ کرے تو چاہے وہ یہودی مرے یا نصرانی (سنن کبریٰ۔جلد 4)

اور حضرت عمرؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ جو لوگ قدرت رکھنے کے باوجود حج نہیں کرتے میرا جی چاہتا ہے کہ ان پر جزیہ لگا دوں، وہ مسلمان نہیں ہیں، وہ مسلمان نہیں ہیں"۔ (المنتقی)
جو لوگ حج کی استطاعت نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ وہ صاحب استطاعت بننے کیلئے جدوجہد کریں اور حج کے تعلق سے برابر فکرمند رہیں اور دعا کرتے رہیں۔

عزیز اسلامی بھائیو!

عید قرباں کے موقع پر قربانی ضرور دیں۔ جو ہر صاحب استطاعت پر واجب ہے۔ بہتر یہی ہے کہ قربانی کا جانور آپ خود اپنے ہاتھ سے ذبح کریں اور ذبح کرتے وقت اُن جذبات وشعور کے ساتھ اپنے دل و دماغ پر طاری کریں جن کا اظہار آپ دعا کے الفاظ میں کرتے ہیں۔ یعنی یہ کہ میں نے پوری یکسوئی کے ساتھ اپنا رخ ٹھیک اس خدا کی طرف کرلیا ہے جس آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں، بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب رب العالمین کے لئے ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلم اور فرمابردار ہوں، خدایا یہ تیرے ہی حضور پیش ہے اور تیرا ہی دیا ہوا ہے۔ قربانی کی اس دعا میں ہمارے لئے ایک مکمل پیغام موجود ہے۔ ہم قربانی دیتے ہوئے اپنے اس ایمان کی تجدید کرتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے یعنی ہمارا مال اور ہماری جان سب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے اور اسی کی راہ میں اس کو قربان ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تو ہم اس کی راہ میں جانور قربان کررہے ہیں۔ اگر وہ ہم کو اپنی جان عزیز اپنی راہ میں قربان کرنے کا حکم دے گا تو ہم اس کے لئے بھی تیار رہیں گے۔ اور اس کا شکریہ ادا کریں گے کہ اس نے اپنی راہ میں خون بہانے کی توفیق دے کر شہادت کی سعادت نصیب فرمائی۔ یہ جذبات ہیں جو قربانی دیتے وقت ہمارے اندر پائے جانے چاہئیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کو صرف علامتی قربانی مطلوب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں عشرہ ذی الحجہ کی اہمیت کو سمجھنے، اس عشرہ میں عبادات، تسبیح وتحلیل کرنے اور صحیح روح کے ساتھ قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا کرتے ہیں اقطاع عالم سے لاکھوں کی تعداد میں مسلمان حج کے لئے جمع ہورہے ہیں اللہ تعالیٰ سلامتی کے ساتھ اور ایمانی کیفیات کے ساتھ انہیں حج کی توفیق دے اور ان کے حج کو مقبول فرمائے۔

**وآخر الدعوان عن الحمدللّٰہ رب العالمین.**